درین زمان برکت نشان بعون خالق کون و مکان

حصۂ دوم

کتاب مستطاب

مسمّٰی بہ

عسل مصفّٰی

جس میں حضرت مسیح ناصری کی وفات اور حضرت مسیح موعود کے دعاوی کا اثبات بدلائل عقلیہ و نقلیہ بوضاحت تام کیا گیا ہے

از تالیف

زبدۃ الحکماء مولوی و منشی فاضل ابو العطاء مرزا خدا بخش صاحب قادیانی

بدوران امیر المؤمنین و خلیفۃ المسلمین سیدنا و مولٰنا علامہ نور الدین

سنہ ۱۳۳۲ھ مطابق سنہ ۱۹۱۴ء

باہتمام مستری الٰہ بخش صاحب (احمدی پرنٹر)

الٰہ بخش سٹیم پریس قادیان میں طبع ہوا

www.aaiil.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

عرضِ ناشر

ہجرتِ نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چودھویں صدی میں جو دینی اسلامی تحریکات پیدا ہوئیں اُن میں تحریکِ احمدیت کو ایک خاص مقام حاصل ہے ایک چھوٹے سے گاؤں قادیان سے اس کا آغاز ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ اکنافِ عالم میں پھیل گئی اور اس وقت سے لے کر آج تک جتنی بھی دینی اسلامی تحریکات اٹھیں اُن میں سے کوئی ایک بھی اس کی وسعت گہرائی اور عظمت کی حریف نہیں۔ اسلام اور اس کی تعلیمات کے بارے میں اپنوں اور مخالفوں دونوں کے ذہن اس کے پیدا کردہ لٹریچر کی وجہ سے صاف ہونے لگ گئے۔

جب اس تحریک کا آغاز ہوا اسلام پر چاروں طرف سے حملہ ہو رہا تھا۔ ایک اعتراض جو اسلام پر حملہ کرنے کے لئے عیسائیوں کے ہاتھ میں سب سے زبردست ہتھیار تھا جس کا کسی بھی جہت سے کوئی بھی جواب مسلمانوں سے بن نہیں پڑ رہا تھا وہ یہ تھا کہ ہمارا مسیح صدیاں گذرنے کے باوجود اب بھی آسمان پر بجسدِ العنصری زندہ موجود ہے اور تمہارا رسول یثرب کی سرزمین میں مدفون ہے۔ خود ہی انصافاً بتاؤ کہ آسمانوں پر زندہ مسیح افضل ہوا یا تمہارا فوت شدہ زمین میں مدفون رسول اور پھر جب تمہارے رسولؐ کی اُمّت بگڑ جائیگی تو اس کی اصلاح کے لئے تمہارے رسولؐ کی قوتِ قدسیہ (نعوذ باللہ) اتنی کمزور ہے کہ اس کی امت میں سے کوئی فرد نہیں بلکہ مسیح ہی آئیگا مسلمان اس سوال سے زچ ہوئے لیکن اُن کے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا۔

دوسرا اعتراض جس کا ہدف مسلمان ہر طرف سے بن رہے تھے یہ تھا کہ اسلام کو دوسرے مذاہب کے مقابلے میں کیا فضیلت و فوقیت ہے اس کی زندگی اس کے رسولؐ کی زندگی اس کی کتاب کی زندگی کا ثبوت ہی کیا ہے۔ دُوسرے مذاہب کی طرح اس کا تمام تر مدار

بھی تو صرف قصّوں اور کہانیوں پر ہے اور وہی پدرم سلطان بود کے پرانے دعوے ہی دعوے ہیں جن کا کوئی عملی ثبوت تمہارے پاس نہیں۔ بس ایک تحکم ہے کہ کسی زمانہ میں خدا مسلمانوں کے ساتھ بولا تھا۔ ان سے ہمکلام ہوا تھا۔ انہیں اس نے اپنی وحی والہام سے سرفراز کیا تھا یہ دعویٰ ہنود۔ یہود۔ نصاریٰ اور زرتشتیوں وغیرہ کے دعاوی سے کچھ بھی تو مختلف نہیں بلکہ انہی کی صدائے بازگشت ہے۔ وہ بھی اپنے ان دعاوی کے لئے اپنے گذشتہ رشیوں منیوں۔ نبیوں۔ رسولوں اور بعض افراد پر الوہیت کی شعاعوں کی عکس ریزی کے دعاوی ہی پر مدار رکھے ہوئے ہیں۔

تیسرا اعتراض یہ تھا کہ تمہارے رسولِ عربی کی پیشگوئی تھی اور انہوں نے اپنی امت کو حتمی وعدہ دیا تھا کہ ہر صدی کے آغاز میں اللہ تعالیٰ ایک مجدد ضرور مبعوث فرمائے گا جو دینِ اسلام کی تجدید کریگا۔ بتاؤ اگر یہ وعدہ اور پیشگوئی سچی ہے تو چودہویں صدی کا مجدد کون ہے اور رسولِ عربیؐ اور بہت سے اولیائے اُمت نے مسیح موعود کی بعثت کا جو زمانہ متعین کیا تھا اور جس کی علامات بھی بتائی تھیں وہ تو ایک ایک کر کے پوری ہو چکی ہیں لیکن وہ موعود وہ مامور، وہ مسیح وہ مہدی کہاں ہے؟ اس کے دعویدار کو ہمارے سامنے لاؤ۔

غرض پے در پے یہ اور اسی طرح کے اور متعدد حملے مسلمانوں پر ہو رہے تھے اور عام مسلمان ان کے آگے لاجواب اور ہر میدان سے پسپائی پر مجبور ہو رہے تھے ایسے وقت میں تحریکِ احمدیت کا آغاز ہوا جس کے پاس ان تمام اعتراضوں کی شافی اور مسکت جواب موجود تھا۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ بانیٔ سلسلہ نے بڑی تحدی اور زور کیساتھ پہلے سوال کے جواب میں فرمایا کہ اسلام پر معترضوں کی یہ بنیاد ہی غلط ہے کہ مسیح ناصری بجسم عنصری اب تک زندہ موجود ہیں بلکہ وہ فوت ہو چکے ہیں جس طرح آجتک تمام رسول اور نبی اور اولیاء فوت ہوتے چلے آئے ہیں اور جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بتایا کہ محلہ خانیار سرینگر کشمیر میں ان کی قبر موجود ہے۔ اور یہ بھی غلط ہے کہ وہی اسرائیلی مسیح امتِ محمدیہ کی اصلاح کے لئے آئیگا بلکہ نبیوں کے سردار رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ تمام انسانوں سے بڑھی ہوئی ہے اور آپ ہی کے انفاس قدسی سے فیضیاب ہو کر آنیوالا مسیح موعود امت کی اصلاح